بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم سہ شنبہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸ | ۱۹ ہجرت ۱۳۴۳ ہش ۶ محرم ۱۳۸۴ھ ۱۹ مئی ۱۹۶۴ء | نمبر ۱۱۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۸ مئی بوقت ۸ بجے صبح

کل قبل دوپہر حضور کو کچھ بے چینی کی تکلیف ہوگئی۔ ضعف ابھی تک چل رہا ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اٰمین اللّٰھم اٰمین

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اظہارِ سچائی کیلئے ایک مجدد اعظم تھے

آپ ہی گم گشتہ سچائی کو اِس شان سے دوبارہ دنیا میں لائے کہ دنیا کی تاریکی نور سے بدل گئی

"ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اظہارِ سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے اس فخر میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چوغہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴)

ضروری اعلان

— حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ —

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مندرجہ ذیل ناظر صاحبان صدر انجمن احمدیہ کے عہدوں میں یکم مئی ۱۹۶۴ء سے تبدیلی کی گئی ہے۔ احباب جماعت نوٹ فرمالیں۔

مکرم میاں عبد الحق صاحب رامہ ناظر بیت المال (بجٹ آمد)

" صوفی غلام محمد صاحب " " (بجٹ خرچ)

" میجر عارف زماں صاحب ناظر امور خارجہ

" صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر امور عامہ

باقی ناظر صاحبان حسب سابق کام کریں گے۔

نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام

جماعتی تربیت اور اصلاح و ارشاد کے مختلف پہلوؤں پر وسیع پیمانے پر سیمینار کا انعقاد

اہم موضوعات پر جماعت کے نامور اہلِ علم حضرات کے مقالے اور تقریریں

ربوہ — نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام مورخہ ۱۶ اور ۱۷ مئی ۱۹۶۴ء جامعہ احمدیہ کے ہال میں وسیع پیمانے پر ایک سیمینار کا انعقاد عمل میں آیا جس میں جماعت کے علماء کرام اور نامور اہل علم حضرات نے شرکت فرما کر جماعتی تربیت اور تبلیغ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر دو درجن سے زیادہ پُر مغز مقالے پڑھنے کے علاوہ متعدد تقاریر فرمائیں اور اس طرح جماعتی تربیت اور اصلاح و ارشاد کی موجودہ مساعی کو تیز تر کرنے اور انہیں مؤثر بنانے کے ضمن میں بہت ٹھوس اور مفید تجاویز پیش کیں۔ سیمینار کی کارروائی تین مختلف نشستوں میں جو مجموعی طور پر دس گھنٹے سے کچھ زائد عرصہ جاری رہیں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

سیمینار کا افتتاح مورخہ ۱۶ مئی کو ۵ بجے شام محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد نے اجتماعی دعا اور مختصر افتتاحی خطاب سے فرمایا۔ افتتاح عمل میں آنے کے معاً بعد سیمینار کی پہلی نشست کی کارروائی محترم مولانا شمس صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جو مکرم مولوی سید احمد علی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ سیالکوٹ نے کی علی الترتیب مکرم شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ مقیم لاہور، مکرم چوہدری احمد جان صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع راولپنڈی، مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر لیکچرار جامعہ احمدیہ اور مکرم مولوی قمر الدین صاحب انسپکٹر اصلاح و ارشاد نے "جماعت کی تربیت کے لئے مؤثر اقدامات" کے موضوع پر مقالے پڑھے۔ ازاں بعد عام بحث میں مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، مکرم مولانا ابو العطاء صاحب، مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ، مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب اور محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے حصہ لیکر سادہ زندگی اختیار کرنے اور افراد جماعت کی روحانی ترقی کے ضمن میں بعض مزید تجاویز پیش کیں۔ یہ نشست جو ۵ بجے شام شروع ہوئی تھی ۷ بجے شام اختتام پذیر ہوئی۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرنے اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد دوسری نشست اسی روز ۸½ بجے شب محترم جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے (کینٹب) صدر شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جو عزیز صالح محمد نے کی۔ پہلے محترم جناب مرزا عبد الحق صاحب صدر نگران بورڈ، مکرم مولوی احمد خان صاحب نسیم انچارج اصلاح و ارشاد مقامی اور مکرم مولوی احمد علی صاحب مربی سلسلہ مقیم سیالکوٹ نے اصلاح و ارشاد کے ضمن میں پیش آنے والی بعض روکاوٹوں اور انہیں دور کرنے سے متعلق مقالے پڑھے اور تقاریر فرمائیں اور اس ضمن میں بالخصوص انفرادی اور اجتماعی [illegible]

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۶۴ء

"تحدیث کے معنی کسی لغت میں اظہارِ غیب نہیں ہے"

(مسیح موعود علیہ السلام)

ہم نے ۷ رمئی کے الفضل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک طویل عبارت پیش کی تھی۔ عبارت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ امر واضح کیا تھا کہ:-

"پہلے تیرہ سو برس اس عظمت کے واسطے نبوت کا لفظ نہ بولا اگرچہ صفتی رنگ میں صفت نبوت اور انوار نبوت موجود تھے اور حق تھا کہ ان لوگوں کو نبی کہا جاوے مگر خاتم الانبیاء کی نبوت کی عظمت کے پاس کی وجہ سے وہ نام نہ دیا گیا مگر اب وہ خوف نہ رہا تو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے واسطے نبی اللہ کا لفظ فرمایا۔"

(ملفوظات حصہ پنجم ص ۱۱۳)

ہم نے جو عبارت الفضل میں نقل کی تھی "پیغام صلح" اس عبارت کو کانٹ چھانٹ کر کے نقل کر کے لکھتا ہے:-

"حضرت مسیح موعودؑ کی اس تقریر اور "الفضل" کے مندرجہ بالا الفاظ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ:-

(۱) حضرت مسیح موعودؑ کو جس نبوت کا دعوےٰ ہے وہ وہی ہے جو سابق بزرگانِ دین کو ملتی رہی ہے۔

(۲) اسی نبوت کو ولایت کا محدثیت کا نام دیا گیا ہے۔

(۳) پہلے جتنے لوگ ہوئے ہیں جن کو اس نبوت سے حصہ ملتا رہا ہے ان میں سے اکثر ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی تھے۔

(۴) امت میں سے ہزارہا انسانوں کو نبوت کا درجہ ملا اور نبوت کے اوصاف اور برکات ان میں موجود تھے صفتی رنگ میں صفت نبوت اور انوارِ نبوت ان میں موجود تھے اور حق تھا کہ ان لوگوں کو نبی کہا جاوے۔"

(پیغام صلح $\frac{5}{64}$ ۱۳ ص ۳)

اس کا نام ہے ایمان داری (؟)

کیا پیغام صلح علفیہ بیان دے سکتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت سے ان نتائج کے سوا جو اس نے نکالے ہیں کوئی اور نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ صاف لفظوں میں کیا اس عبارت سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ علمائے اسلام میں سے صرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کو "نبی" کہا گیا ہے اور کسی کو نہیں کہا گیا؟

کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپ کو "محدث" نہیں بلکہ "نبی اللہ" کہا گیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ محدث بھی ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہوتا ہے مگر کسی دیگر محدث کو نبی نہیں کہا گیا بلکہ صرف مسیح موعود علیہ السلام کو ہی "نبی" کہا گیا ہے۔ اگر یہ نتیجہ نکلتا ہے تو آپ نے اس نتیجہ کو کیوں چھپایا ہے اور آگے چل پڑے ہیں کیا یہ فریب کاری نہیں ہے؟

ہم نے اسی مضمون میں لکھا تھا کہ:-

"سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت وضاحت سے ان لوگوں کا بھی منہ بند کر دیا ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح مقام پیش کرنے سے ہچکچاتے ہیں اور جو دھوکا دینے کے لئے کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہرگز کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود نہیں بنائی بلکہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آنیوالے مسیح کو "نبی" کہا ہے جو مسلمہ طور پر چودھویں صدی کا مجدد بھی ہے" تاہم آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بجز مسیح موعود کے کسی اور مجدد کو نبی کا نام نہیں دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امتی نبوت کی تکمیل صرف مسیح موعود علیہ السلام میں ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مستقل نبوت سے اس ظلی نبوت کے امتیاز کے لئے یہ احتیاطی اعلان بھی فرمایا ہے کہ میں صرف "نبی" نہیں کہلا سکتا بلکہ "امتی نبی" کہلا سکتا ہوں۔

"امتی نبوت" کے الفاظ خود اس بات کا ثبوت ہیں کہ ایسی نبوت "ختم نبوت" کی مہر کو نہیں توڑتی۔ کیونکہ یہ نہ تو کوئی نئی نبوت ہے اور نہ پرانی بلکہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کا عکس ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ اگر خدانخواستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوتے تو "امتی نبوت" بھی کوئی وجود نہ رکھتی۔ خاتم النبیین اور امتی نبوت لازم ملزوم ہیں۔"

(الفضل $\frac{5}{64}$ ۷ ص ۳)

کیا اس میں الفضل نے صاف صاف لفظوں میں احمدیوں کا عقیدہ نہیں پیش کر دیا تھا پھر آپ اپنے اداریہ پر کس بناء پر یہ سرخی جماتے ہیں کہ "جماعتِ احمدیہ لاہور کے عقائد الفضل میں"۔ اگر آپ کے بھی وہی عقائد ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں تو سبحان اللہ چشم ما روشن دل ما شاد۔ کیا آپ مانتے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت کا ہے محدثیت کا نہیں۔ کیونکہ آپ کے سوا کسی کو نبی نہیں کہا گیا۔

پھر کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ احمدیوں نے کبھی اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا ہو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ اسی قسم کی بلاواسطہ نبوت کا ہے جس طرح پہلے نبیوں کو عطا ہوئی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حقیقۃ النبوۃ میں فرماتے ہیں:-

"یہ سب جھگڑا جو نبوت کے متعلق پیدا ہوا ہے وہ صرف نبوت کی دو مختلف تعریفوں کے باعث ہے ہمارا مخالف گروہ نبی کی اور تعریف کرتا ہے اور ہم اور تعریف کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک نبی کی تعریف یہ ہے کہ (۱) وہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائے (۲) وہ غیب کی خبریں انذار و تبشیر کا پہلو اپنے اندر رکھتی ہوں (۳) خدا تعالیٰ اس شخص کا نام نبی رکھے جن لوگوں میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں وہ ہمارے نزدیک نبی ہوں گے۔ ۔۔۔ بعض لوگ ان تین شرائط کے پائے جانے کا نام نبوت نہیں رکھتے اور ان کے علاوہ اور شرائط مقرر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کے لئے یا تو شریعتِ جدیدہ لانا ضروری ہے یا بلاواسطہ نبوت پانا۔ اور اگر ان دونوں شرائط کے علاوہ کوئی اور شرط بھی لگاتے ہوں تو اس کا مجھے علم نہیں۔ اور چونکہ یہ شرائط حضرت مسیح موعود میں نہیں پائی جاتیں اس لئے ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود نبی نہیں بلکہ صرف محدث ہیں اور ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر نبوت کی تعریف یہی ہے تو بے شک حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے اور جن کے نزدیک یہ تعریف درست ہے اگر وہ مسیح موعود کو نبی کہیں تو یہ ایک خطرناک گناہ ہے۔ کیونکہ شریعتِ جدیدہ کا آنا قرآن کریم کے بعد ممتنع ہے اور بلاواسطہ نبوت کا دروازہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مسدود ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ حصہ اوّل ص ۱۳۶ تا ۱۳۸)

آخر میں پیغام صلح احمدیوں کو نصیحت کرتا ہے:-

"ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ ربوائی حضرات جن کی نمائندگی الفضل کرتا ہے انہی اعتقادات کو اب ماننے لگے ہیں جن کی تلقین جماعتِ احمدیہ لاہور گزشتہ پچاس سال سے کر رہی ہے۔ ۔۔۔۔ امید ہے کہ "الفضل" اور جماعتِ ربوہ کے تمام لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ کو پیشِ نظر آئندہ اپنی جماعت کی معمولی بول چال سے نبی کے لفظ کا استعمال ترک کر کے صرف آپ کے دعویٰ مجددیت و محدثیت پر زور دیں گے تاکہ نبی کے لفظ کے استعمال سے جو فتنہ اسلام میں پیدا ہو چکا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلا ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔"

(پیغام صلح $\frac{5}{64}$ ۱۳ ص ۳)

یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل حوالہ سے واضح ہو جائے گا:-

"نبوت کے متعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سب احمدی حضرت مسیح موعود کو نبی ظلی ہی مانتے ہیں لیکن چونکہ حضرت صاحب کے درجہ کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے اس لئے مصلحتِ وقت مجبور کرتی ہے کہ آپ کے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جائے ورنہ اس طرح کے لفظ نبی کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا نہ اس لئے کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ اس لئے کہ ایسا نہ ہو کچھ مدت بعد بعض لوگ اس سے نبوتِ مستقلہ کا مفہوم نکال لیں۔ مگر یہ صرف چند روزہ بات ہے اور بطورِ علاج ہے۔ کیونکہ اس وقت بہت سے احمدی حضرت مسیح موعودؑ کے درجہ سے ناواقف ہیں اور اخبار میں بھی بار بار لکھ دیا جاتا ہے کہ آپ آنحضرت صلعم کی شریعت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے کے لئے آئے تھے۔"

(الفضل ۲ راگست ۱۹۱۴ء نمبر ۲ جلد ۲)

جو نصیحت آج "پیغام صلح" دے رہا ہے آپ نے دیکھا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا اظہار آج سے پچاس سال پہلے کر دیا تھا اور پھر "پیغام صلح" کہتا ہے کہ احمدیوں نے پیغامیوں کے عقائد اپنا لئے ہیں نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ باوجود اس کے پیغام صلح کے کرتا دھرتا پچاس سال سے جھوٹ بولتے چلے آئے ہیں کہ احمدی نعوذ باللہ مستقل اور بلاواسطہ ملنے والی نبوت کے قائل ہیں۔ یعنی ایک غلط بے سرو پا عقیدہ ہمارے ذمہ لگا کر ہمیں نصیحت کرنے اٹھے ہیں۔

آپے میں رنجھی بنجی آپے میرے بچے جیون

ہم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو عبارت الفضل میں نقل کی تھی اس کا حاصل تو یہ ہے کہ آپ کو محدث نہیں بلکہ خاص طور پر "نبی اللہ" کہا گیا ہے۔

(باقی ص ۵ پر)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اور سر سیدؒ مرحوم

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ

(۱)

ایک ٹریکٹ موسومہ مرزا غلام احمد قادیانی بانی علی گڑھ یونیورسٹی جناب سر سید احمد خان صاحب کی نظر میں" صدیقیہ پریس ملتان سے شائع ہوا ہے۔ ٹریکٹ مذکور میں ایک خط سر سید مرحوم کا مولانا سید میر حسن صاحب مرحوم آف سیالکوٹ کے نام شائع کر کے ایک غلط اور مسموم تاثر پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ ٹریکٹ کے ابتدا میں ذیل کا مختصر تعارفی نوٹ دیا گیا ہے جو سراسر بغض و عناد کا آئینہ دار ہے۔

"سر سید احمد خان مرحوم مسلمانوں میں نئی تعلیم کے باوا آدم کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کے خطوط ان کے پوتے راس مسعود نے مرتب کر کے چھپوائے ہیں۔ علامہ اقبال کے استاد مولانا سید میر حسن صاحب کے نام سر سید کا ایک خط ایسا ہے جس میں انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام اور تصانیف کے بارے میں اپنی صاف صاف رائے ظاہر فرمائی ہے۔ یہ خط جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لئے سرمہ چشم بصیرت ثابت ہوگا۔ یہ خط پڑھیے اور غور فرمائیے کہ سر سید جیسا جدت پسند آدمی اس جدید الہامی فیکٹری کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے۔"

اس کے بعد سر سید مرحوم کے اصل خط کو یوں نقل کیا ہے۔

"مرزا غلام احمد قادیانی کے کیوں لوگ پیچھے پڑے ہیں۔ اگر ان کے نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے بہتر۔ ہمیں اس سے کیا فائدہ؟ نہ ہمارے دین کے کام کا نہ دنیا کے۔ ان کا الہام ان کو مبارک رہے۔ اگر نہیں ہوتا اور صرف ان کے توہمات اور خلل دماغ کا نتیجہ ہے تو ہم کو اس سے کیا نقصان ہے وہ جو ہوں سو ہوں اپنے لئے ہیں میں سنتا ہوں کہ آدمی نیک بخت اور نمازی پرہیزگار ہیں۔ یہی امر ان کی نجات کو کافی ہے۔ جھگڑا اور تکرار کس بات کا ہے۔ ان کی تصانیف میں نے دیکھیں وہ اسی قسم کی ہیں جیسا ان کا الہام یعنی نہ دین کے کام کی نہ دنیا کے کام کی ....

والسلام خاکسار سید احمد

علی گڑھ ۹ر دسمبر ۱۸۹۱ء)

مندرجہ بالا خط الگ ٹریکٹ کی صورت میں شائع کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ نئے تعلیم یافتہ اصحاب کو جماعت احمدیہ کے خلاف مشتعل کیا جائے۔ چنانچہ ٹریکٹ مذکور میں "لمحہ فکریہ" کے عنوان سے مندرجہ ذیل عبارت درج کی گئی ہے۔

"آج سے اکہتر برس پیشتر دسمبر ۱۸۹۱ء میں مسلمانان برصغیر کے حقیقی بہی خواہ ارض ہند کے سپوت سر سید احمد خانؒ نے اس عظیم فتنہ کے متعلق ایک عظیم الشان فیصلہ صادر فرمایا۔ اور جدید ذہن جو اس فتنہ خبیثہ کے پھندے میں پھنس رہے تھے ان کو خبردار و متنبہ کیا ہے

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات"

(۲)

مرتب ٹریکٹ نے یہ خط شائع کر کے پس منظر کو قارئین سے عمداً اوجھل رکھا ہے۔ اس لئے یہ امر ضروری ہے کہ اس ٹریکٹ کے جملہ متعلقات اور تاریخی حقائق کا ریکارڈ قارئین کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ وہ صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں۔

سر سید کی خدمات کا اعتراف نہ کرنا انتہائی ناشکر گزاری ہوگی۔ ان کی قومی و ملی خدمات یقیناً آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ اور اس نے مسلمانوں کی یقیناً کئی مشکلات میں راہ نمائی کی۔ لیکن سر سید فلسفہ یورپ سے اس قدر متاثر تھا کہ ان کا علمی لبادہ اس مغربی فلسفہ پر ہی مبنی تھا۔ انہوں نے بعض اسلامی نصوص۔ اسلامی عقائد و نظریات کی ایسے رنگ میں توجیہات و تاویلات کیں جو اسلامی روح کے قطعاً مخالف تھیں۔ چنانچہ سر سید مرحوم نے الدعاء والاستجابة اور دوسرا رسالہ تحریر فی اصول التفسیر تحریر کیا۔ ان ہر دو رسالوں میں تاثیر دعا اور معجزات سے انکار کیا گیا تھا۔ وہ ملائکہ کی ہستی کے منکر تھے۔ وحی و الہام کی بھی غلط توجیہات کیں۔ چنانچہ وحی و الہام کے متعلق تحریر کیا کہ نبی

"خود کلام نفسی کو ان ظاہری کانوں سے اسی طرح سنتا ہے۔ جیسے کوئی دوسرا شخص اس سے کہہ رہا ہوتا ہے۔ وہ خود اپنے آپ کو ان ظاہری آنکھوں سے اسی طرح دیکھتا ہے جیسے دوسرا شخص اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے"۔ (تفسیر سر سید ص۳۲)

یعنی انبیاء کو نہ تو اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے اور نہ ہی کوئی فرشتہ ان کو اللہ تعالیٰ کا کلام پہنچاتا تھا۔ بلکہ نبی جو کلام بھی سنتا تھا وہ اس کا اپنا ذاتی کلام ہوا کرتا تھا۔

ملائکہ کے متعلق تفسیر القرآن میں تحریر کیا۔

"جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور ان قویٰ کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کئے ہیں ملک یا ملائکہ کہا ہے۔" (تفسیر القرآن ص۳۳)

جبرئیل کے متعلق یوں اظہار خیال کرتے ہیں:۔

"اس ملکہ نبوت کا جو خدا نے انبیاء میں پیدا کیا ہے جبرئیل نام ہے۔"

نبوت کے متعلق تحریر کیا۔

"میں نبوت کو ایک فطری چیز سمجھتا ہوں جو انبیاء میں مقتضائے اپنی فطرت کے مثل دیگر قوائے انسانی کے ہوتی ہے۔ جس انسان میں وہ قوت ہوتی ہے وہ نبی ہوتا ہے۔" (تفسیر القرآن ص۳۱)

یہ افکار آراء اور نظریات صریحاً اسلامی عقائد اور قرآنی نصوص کے خلاف ہیں۔ دراصل اس زمانہ میں بعض مسلمان راہنما اور سرکردہ اکابرین فلسفہ یورپ سے اس قدر متاثر تھے کہ وہ یورپین فلاسفر اور اساتذہ کے انتقادات اور اعتراضات سے مرعوب ہو کر عقائد اسلامیہ کی غلط توجیہات و تشریحات کرنے لگے جو اسلام اور روح اسلام کے صریحاً مخالف تھیں۔

سر سید دعا کی قبولیت کے قائل نہ تھے حالانکہ اسلام میں دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا۔ قرآن کریم اور حدیث شریف نے دعا کے متعلق مومنوں کو کئی مقامات میں رغبت دلا کر بتلایا ہے کہ تمہاری عبادت کا نتیجہ دعا میں ہی مضمر ہے۔ اب دعا کی قبولیت سے انکار اور اس کی غلط تاویل کرنا اور اس کے اثرات سے انکار کرنا گویا ارشاد ربانی کی نہ صرف تکذیب کرنا ہے بلکہ جملہ انبیاء کی تعلیمات سے روگردانی کرنا ہے۔ انبیاءؑ سے ان کی دعا کے بعد جو معجزات ظاہر ہوئے وہ دراصل ان کی دعا کی قبولیت ہی تھی۔

(۳)

سر سید مرحوم کے اس موقف کو دیکھ کر جس میں انہوں نے اسلام کو فلسفہ مغربیت کے سامنے جھکا دیا تھا بعض علماء نے تبصرہ کیا۔ چنانچہ مولانا شبلی مرحوم نے (جو سر سید کے مداحین میں سے تھے) اپنی مشہور کتاب علم الکلام ص۶ پر رائے زنی کرتے ہوئے تحریر کیا۔

"سر سید کا علم کلام دو قسم کا ہے یا تو وہی فرسودہ اور دور از کار مسائل اور دلائل ہیں جو متاخرین اشاعرہ نے ایجاد کئے تھے یا یہ کیا ہے کہ یورپ کے ہر قسم کے معتقدات اور خیالات کو حق کا معیار قرار دیا۔ اور پھر قرآن و حدیث کو زبردستی کھینچ تان کر ان سے ملا دیا ہے۔"

بعض دیگر علماء نے یوں فتوے دیا۔

"یہ شخص بہ سبب تکذیب آیات قرآنی کے مرتد ہو کر ملعون ابدی ہوا اور مرتد ہوا۔" (انتظام المساجد مصنفہ مولوی محمد لدھیانوی ص۱۴-۱۵)

ہندوستان کے علماء نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے بھی سر سید کے خلاف فتوے منگوائے۔ چنانچہ مکہ معظمہ سے چاروں مذاہب اہل سنت کے مفتیوں نے یہ فتوے دیا۔

"یہ شخص ضال و مرورد ہے بلکہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے۔ اس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنہ سے بھی بڑھ کر ہے خدا اس کو سمجھے۔ ضرب و حبس سے اس کی تادیب کرنی چاہیئے۔"

مدینہ منورہ کے علماء نے یہ فتوے دیا کہ۔

"جو کچھ درمختار اور اس کے حواشی سے معلوم ہوتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ شخص یا تو ملحد ہے یا شرع سے کفر کی طرف مائل ہو گیا ہے اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرے تو قتل نہ کیا جائے ورنہ اس کا قتل واجب ہے۔"

اس سے بڑھ کر یہ کہ علی گڑھ کالج کے متعلق جس نے مسلمانوں کو ان گنت ثقافتی۔ سیاسی اور اجتماعی فوائد پہنچائے حرمین شریفین کے علماء نے یہ فتوے دیا۔

"یہ مدرسہ جس کو خدا برباد کرے۔ اور اس کے بانی کو خدا ہلاک کرے۔ اس کی اعانت جائز نہیں۔ اگر یہ مدرسہ بن کر تیار ہو جائے تو اس کو منہدم کرنا اور اس کے مددگاروں سے سخت انتقام لینا واجب ہے۔" (اقتباسات از حیات جاوید)

ہم مندرجہ بالا اسلوب اور فتاویٰ کے سخت خلاف ہیں اور ہماری جماعتی روایات اس امر پر زندہ گواہ ہیں کیونکہ یہ امر اسلامی اخلاق کے منافی ہے مگر ان فتاویٰ کے نقل کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ تا قارئین پر بعض تاریخی حقائق واضح ہو سکیں۔

(۴)

بوسس احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سرسید کے خلافِ اسلام نظریات کو پڑھ کر سخت افسوس اور صدمہ ہوا۔ آپ نے اپنی مشہور تصنیف "آئینہ کمالات اسلام" میں دلائل نیرہ کے ساتھ ان غلط نظریات کا رد فرمایا اور ملائکہ کے وجود اور ان کے کارناموں پر تفصیل اور بسط سے علمی اور ٹھوس رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ آپ سرسید کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھا چکا ہے یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آئیں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۴ حاشیہ)

اس کے علاوہ آپ نے سرسید کے رسالہ "الدعاء والاستجابۃ" کے جواب میں ایک رسالہ "برکات الدعاء" تحریر فرمایا۔ اس رسالہ میں سرسید کے غلط نظریات کا آپ نے علمی رنگ میں مدلل رد فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور نے دعا کی قبولیت اور خارجی وحی کے متعلق اپنا روحانی تجربہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ تصرف ایسا قوی ہوتا ہے کہ مجھ کو اپنے انوار میں ایسا دبا لیتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اس کی طرف کھینچا گیا ہوں کہ میری کوئی قوت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس تصرف میں کھلا اور روشن کلام سنتا ہوں۔ بعض دفعہ ملائکہ کو دیکھتا ہوں" (برکات الدعاء صفحہ ۲۱)

دعا کی قبولیت اور اس کے روحانی اثرات کا ثبوت دینے کیلئے آپ نے رقم فرمایا اگر سید صاحب دعاؤں کے ثبوت مانگیں تو میں ایسی غلطیوں کے نکالنے کے لئے مامور ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سید صاحب کو اطلاع دونگا بلکہ چھپوا دوں گا مگر سید صاحب وعدہ کریں کہ بعد ثبوت ہو جانے میرے دعوے کے اس غلط خیال سے رجوع کریں گے۔ (برکات الدعا صفحہ ۱۲)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے سرسید کو قادیان آنے کی بھی دعوت دی تا وہ چند ماہ آپ کی صحبت میں رہیں اور تا خدا تعالیٰ سید صاحب کے لئے کوئی ایسا نشان دکھلاوے جس سے ان پر حقیقت واضح ہو سکے۔

اس رسالہ کے اختتام پر آپ نے دعا مستجاب کا نمونہ پیش کرتے ہوئے آریہ سماج کے سرکردہ لیڈر پنڈت لیکھرام کے متعلق قبول شدہ دعا کا بھی ذکر کیا ہے اور سید صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

از دعا کن چارۂ آزار انکار دعا
چوں علاج مے ز مے وقت خمار والتہاب
ایکہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق
قصہ کوتاہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

ترجمہ:۔ اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعا میں کچھ اثر ہوتا ہے تو وہ کہاں ہے میری طرف آ کہ میں تجھے دعا کا اثر سورج کی طرح دکھاؤں گا تو خدا کی باریک در باریک قدرتوں سے انکار نہ کر اور اگر دعا کا اثر دیکھنا چاہتا ہے تو آ اور میری اس دعا کا نتیجہ دیکھ لے جس کے متعلق خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ قبول ہو گئی ہے۔ یعنی لیکھرام کے متعلق پھر معاصر سید مرحوم کی زندگی میں ہی پنڈت لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو گئی اپنوں اور غیروں نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی شہادت دی جو آپ کی دعا قبول ہونے کا واضح ثبوت ہے اور جس رنگ میں یہ دعا قبول ہوئی وہ بہت ہی ایمان افروز واقعہ ہے۔

(۵)

دوسرا رسالہ "تحریر فی اصول التفسیر" سرسید نے تحریر کیا تھا اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"سید صاحب نے جو اپنے دوست حریفانہ سے تفسیر قرآن کریم کا معیار مانگا ہے سو میں نے مناسب سمجھا کہ اس جگہ بھی سید صاحب کی کسی قدر میں ہی خدمت کر دوں کیونکہ مجھ سے کوئی راہ بتانا سب سے پہلے میرا فرض ہے سو جاننا چاہیئے کہ اول معیار تفسیر صحیح شواہد قرآنی ہیں دوسرا معیار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہے۔

تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے
چوتھا معیار خود اپنا نفس مطہر لے کر قرآن کریم میں غور کرنا ہے
پانچواں معیار لغت عرب بھی ہے
چھٹا معیار روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے سلسلہ جسمانی ہے۔

ساتواں معیار۔ وحی ولایت اور مکاشفات محدثین ہیں۔ مندرجہ بالا ساتوں معیاروں کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرسید کے متعلق تحریر کیا۔

"اس میں کچھ شک نہیں کہ سید صاحب کی تفسیر ان ساتوں معیاروں سے اپنے اکثر مقامات میں محروم و بے نصیب ہے"

(۶)

مندرجہ بالا تصریحات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ سرسید مرحوم کے بعض نظریات یقیناً غلط فہمی پر مبنی تھے دراصل سرسید پر مغربی مطالعہ و ثقافت کا اتنا اثر تھا کہ انہوں نے اس کی روشنی میں غلط نظریات قائم کر لئے۔ جس کی بناء پر ایک فریق نے تو آپ کے خلاف سباب و شتائم کی یورش کی۔ مگر اس کے بالمقابل حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے انتہائی متانت شرافت سے مدلل علمی و فکری اسلوب اختیار فرمایا۔ اور سید صاحب کے نظریات کا نہ صرف رد فرمایا بلکہ ان کی راہنمائی بھی فرمائی۔ ان حالات میں سرسید کا بانی احمدیت کے الہامات وحی یا تصانیف کے متعلق اس قسم کی غلط رائے کا اظہار کرنا کوئی بعید امر نہ تھا۔ مگر سید صاحب نے بانی احمدیت کی ذاتی نیکی کا اس خط میں بھی اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا:۔

"میں سنتا ہوں کہ آدمی نیک بخت اور نمازی پرہیزگار ہیں۔ یہی امر ان کی بزرگداشت کو کافی ہے۔"

نامعلوم مرتب ٹریکٹ نے یہ الفاظ کس طرح اپنے ضمیر کے خلاف اس خط سے نقل کرائے بہرحال جو شخص نیک ہے اور پرہیزگار رہے اور بزرگی کے مقام پر بھی فائز ہے کیا اس کے الہام اور رؤیا معاذ اللہ غلط ہو سکتے ہیں؟

(۷)

مرتب ٹریکٹ نے لکھا ہے کہ یہ خط سرسید نے علامہ اقبال کے استاد مولانا سید میر حسن صاحب مرحوم آف سیالکوٹ کو تحریر کیا تھا۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس خط مذکور کا علمی اثر مولانا سید میر حسن صاحب پر کیا ہوا؟

سید میر حسن صاحب مرحوم کی رائے بانی احمدیت کے متعلق یہ تھی۔

"افسوس ہم نے ان کی قدر نہ کی ان کے کمالات روحانی کو بیان نہیں کر سکتا ان کی زندگی معمولی انسانوں کی زندگی نہ تھی بلکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں" (الحکم)

اور علامہ اقبال جو شمس العلماء مولانا میر حسن کے شاگرد تھے۔ ان کی رائے بانی احمدیت کی ذات مبارک کے متعلق یہ تھی:

"موجودہ ہندی مسلمانوں میں مرزا غلام احمد قادیانی سب سے بڑے دینی مفکر ہیں"
(رسالہ انڈین اینٹی کویری ۱۹۰۰ء)

یہ خط ۹ دسمبر ۱۸۹۱ء کا ہے اور سرسید کی وفات ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو ہوئی۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب بانی احمدیت نے سرسید کے غلط خیالات کی علمی رنگ میں تردید فرمائی اور ان کو قادیان آنے کی دعوت بھی دی۔ تو اس کا کوئی اثر ہوا؟ سو اس اثر کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ

سرسید نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک مکتوب تحریر کیا۔ جب آپ نے برکات الدعاء اور آئینہ کمالات اسلام ان کو ارسال فرمائی تھی۔ اس خط میں سرسید نے تحریر کیا تھا ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم

اس خط میں آپ نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے بھی درخواست کی تھی۔ جس سے ظاہر ہے کہ بعد میں سرسید کے خیالات میں تبدیلی واقع ہو گئی تھی اس کے علاوہ سرسید کی حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت تھی اور اس خط و کتابت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کو سرسید انتہائی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے بلکہ ایک دفعہ سرسید نے حضرت مولوی صاحب سے تورات کی تفسیر لکھوانے کا بھی ارادہ کیا تھا۔ مگر بعض وجوہات کی بناء پر یہ کام نہ ہو سکا۔ سرسید نے جو خط حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو ارسال کیا۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں:۔

جناب مولانا مخدوم و مکرم من جناب مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ میں آپ کا دل و جان و صمیم روح و روان سے شکر ادا کرتا ہوں کہ کل بوقت عصر خلیفۃ الامام المامور من اللہ یعنی شیخ عبداللہ نے مجھ کو آپ کی طرف سے عمدہ و خوشگوار چائے پلائی۔ اس کے ساتھ مختلف قسم کی شرینی بھی تھی اگرچہ وہ ظاہر میں مختلف قسم کی تھی۔ لیکن سب کی سب حلاوت عنایت و شفقت عالی سے ہی بنی ہوئی تھیں اور بزبان حال مسئلہ وحدت وجود کا وعظ فرما رہی تھیں۔ ان کے ساتھ نارنگیاں بھی تھیں گو ظاہر میں ان کی صورت اور تھی مگر وہی حلاوت اور اسی مبداء سے جو شرینی اس میں بھی تھی۔ میں نے ان سب چیزوں سے مخاطب ہو کر کہا ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

مگر صد حیف دعوت میں ثمرہائے لذیذ کی بہرے سے بشارت ثمرہائے نیک کی د

خدا بخشد کند۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جاہل پڑھ کر جب ترقی کرتا ہے تو پڑھا لکھا کہلاتا ہے مگر جب اور ترقی کرتا ہے تو فلسفی بننے لگتا ہے پھر ترقی کرے تو اسے صوفی بننا پڑتا ہے جب یہ ترقی کرے تو کیا بنتا ہے؟ اس در دست میں کچھ نہیں کہہ سکتا افسوس کہ سوال آخر کو آپ نے لاجواب چھوڑا۔ مگر ان بزرگوں کا دیکھنے والا ہوں جو وحدت شہود کے مفسر اور وحدت وجود میں ساکت تھے اس لئے اس کا جواب اپنے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں کہ جب صوفی ترقی کرتا ہے تو مولانا نور الدین ہو جاتا ہے . . .

خیر یہ تو سب باتیں تھیں مگر آپ کی اس عنایت کا جو آپ نے مجھ گنہگار پر کی اور اپنی متبرک شفقت دلی سے مجھے عزت بخشی میں اس کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس گنہگار کے دلی ناچیز شکر گو قبول و منظور فرمائیں گے۔ والسلام مع الاکرام۔ سید احمد۔ علی گڑھ ۸ مارچ ۱۸۹۷ء۔ (بحوالہ حیات نور)

قارئین مندرجہ بالا حقائق سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ سر سید کے مکتوب بالا کا پس منظر کیا تھا؟ سر سید کے افکار و آراء کو پیش کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس قسم کے خیالات رکھتے ہوئے سر سید سے یہ امر کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ بانی احمدیت کی تصانیف کے متعلق مخالفانہ رنگ میں رائے کا اظہار کریں۔ مگر مرتب ٹریکٹ کی جہالت کو دور کرنے کے لئے ہم صرف مولانا ابو الکلام آزاد جیسی علمی و ادبی شخصیت کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جو آپ نے بانی احمدیت کی وفات پر تحریر کیا تھا جس میں آپ کی تصانیف کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے قدر شناس علم پسند اور اصحاب قلم نے آپ کی تصانیف و لٹریچر کو قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھا اور آپ کے لٹریچر کو سر آنکھوں پر رکھا

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا (یعنی دنیا نے اس کی قدر نہیں کی) . . . . . . مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے . . . . ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے خلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے . . . .

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے . . . . . آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

(اخبار وکیل امرتسر جون ۱۹۰۸ء)

مرتب ٹریکٹ نے اس رسالہ میں غلط بیانی استہزاء اور تمسخر کا اسلوب اختیار کیا ہے ہماری جماعتی روایات کے یہ امر منافی ہے کہ ہم اس قسم کے طنز کا جواب دیں مگر ہم اس مضمون کے اختتام پر بانی احمدیت کا تعارف غیر از جماعت کے ایک فرد کی طرف سے پیش کرتے ہیں۔

علامہ نیاز فتح پوری تحریر کرتے ہیں:۔

"بانی احمدیت کے متعلق میرا مطالعہ ہنوز تشنۂ تکمیل ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ مرزا صاحب کی سیرت، ان کی تعلیمات ان کی دعوت اصلاح، ان کے تفہیمات قرآنیہ ان کے عقائدی نظریے اور ان کے تمام علمی کارناموں کو سمجھنے کے لئے کتنا زمانہ درکار ہوگا۔ کیونکہ ان کی وسعت و ہمہ گیری کا مطالعہ "قلزم آشامی" چاہتا ہے اور یہ شاید میرے بس کی بات نہیں تاہم اگر اس وقت تک کے تمام تاثرات کو اختصار سے بیان کرنے پر مجبور کیا جائے تو میں بلا تکلف کہہ دوں گا کہ وہ بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب فراست و بصیرت انسان تھا ـــــ جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا اور اس کا دعویٰ تجدید و مہدویت کوئی یاد رہوا بات نہ تھی۔"

درخواست دعا

خاکسار پر عرصہ چھ سال سے ایک مقدمہ چل رہا ہے جو کہ اب آخری مراحل پر ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مقدمے سے باعزت بری فرمائے۔ آمین۔

(خاکسار سعید احمد قلعہ گوجر سنگھ لاہور)

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق منیجر الفضل سے خط و کتابت کریں۔

لیڈر (بقیہ صفحہ ۲)

چاہیئے تو تھا کہ پیغامی اپنی ضد سے باز آ جاتے اور بجائے یہ کہنے کے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہرگز کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں مان لیتے کہ آپ نے ایسی نبوت کا دعوےٰ ضرور کیا ہے جو آنحضرت صلعم کی مکمل پیروی سے ملتی ہے اور امت محمدیہ میں صرف آپ کو ہی نبی اللہ کہا گیا ہے۔ تاہم یہ نبوت ایسی نہیں ہے جو ختم نبوت کی مہر کو توڑتی ہو۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی ہر طرح اور ہر پہلو سے وضاحت کر دی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ یہ نبوت ہے تو نبوت ہی مگر اب یہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی پیروی سے مل سکتی ہے۔

بے شک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے یہ فرمایا ہے کہ اس کے استعمال میں احتیاط چاہیئے۔ مگر ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس کا ذکر تک نہ کیا جائے اور اس کی بجائے آپ کو صرف مجدد اور محدث کہا جائے جیسا کہ پیغامیوں نے اپنا معمول بنا لیا ہوا ہے اور نہایت دھڑلے سے کہا کرتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ نے کسی قسم کی نبوت کا کوئی دعویٰ کیا ہی نہیں۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ احتیاط بعض مصالح کے پیش نظر اور چیز ہے اور سراسر جھوٹ بولنا اور بات ہے۔

اگر پیغامی دوست سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محولہ بالا عبارت کے بموجب مان لیں کہ صرف آپ کو ہی خاص طور پر نبی اللہ کہا گیا ہے تو بات ختم ہو جاتی ہے۔ جہاں تک احتیاط کا تعلق ہے وہ اس غرض سے ہے کہ ابھی عوام اس خاص نبوت کے کوائف سے ناواقف ہیں آہستہ آہستہ جب وہ واقف ہو جائیں گے تو پھر ایسی احتیاط کی ضرورت بھی نہیں رہے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ پیغامی مانتے وہی ہیں جو احمدی مانتے ہیں صرف مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے اپنی علیحدگی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا تھا اور یہ اس لئے بھی کہ ان کا خیال تھا کہ غیر از جماعت مسلمانوں کو فریب دیا جائے اور ان سے وادلی جائے کہ ہم تو آپ کو نبی نہیں مانتے۔ حالانکہ اصل دیانتدارانہ طریق کا یہ تھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا قسم کی توجیہات کے مطابق سمجھایا جاتا کہ ہے تو یہ نبوت ہی مگر یہ مستقل نبوت نہیں ہے اور نہ یہ بلا واسطہ مل سکتی ہے یہ دراصل صرف آپ کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں ملی ہے اس لئے یہ ختم نبوت کی مہر کو نہیں توڑتی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے استعمال میں جو احتیاط کی تلقین کی ہے وہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا تھا اگر ایسا دعویٰ نہ ہوتا تو احتیاط کی کیا ضرورت تھی سو پیغامیوں سے ہماری استدعا ہے کہ آپ بے شک احتیاط برتیں مگر آپ کے حقیقی مقام سے انکار نہ کریں تقویٰ اسی بات کا تقاضا کرتا ہے۔ آگے آپکی مرضی۔ جتنا وقت (پچاس سال) آپ لوگوں نے آپ کو "نبی اللہ" نہ ثابت کرنے میں ضائع کیا ہے اگر یہی وقت آپ کی نبوت کے صحیح کوائف بیان کرنے میں صرف کرتے تو غیر از جماعت مسلمانوں کی غلط فہمیاں کبھی کی دور ہو چکی ہوتیں۔ بقول مسیح موعود علیہ السلام جب "تحدیث" کے معنی کسی لغت میں اظہار غیب نہیں ہیں مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے" (ایک غلطی کا ازالہ) تو کیا یہ جھوٹ نہیں ہے کہ آپ نے صرف محدثیت کا دعویٰ کیا تھا نبوت کا نہیں۔ مصلحت کے معنی جھوٹ نہیں ہوتے بلکہ احتیاط کے ہوتے ہیں۔ کیا آپ کی نصیحت کے مطابق احمدی بھی جھوٹ بولنا شروع کر دیں۔ کچھ تو خدا کا خوف کریں۔

فہرست صدقات برائے نادار مریضاں فضل عمر ہسپتال ربوہ

از دسمبر ۱۹۶۳ء تا فروری ۱۹۶۴ء

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

خاکسار کی تحریک پر احباب جماعت اپنے غریب بھائیوں کے علاج کے لئے صدقات کی رقوم بھجواتے رہتے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے غریب مریضوں کا علاج ہسپتال سے مفت ہو رہا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

دسمبر سے اب تک جن دوستوں نے صدقات کی رقوم بھجوائی ہیں۔ ان کے اسماء الفضل میں شائع کر کے درخواست ہے کہ احباب ان سب کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی تمام مشکلات دور فرما دے اور بیماریوں سے نجات عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین

نیز دوستوں کی خدمت میں مزید رقوم بھجوانے کی درخواست ہے۔

(خاکسار مرزا منور احمد چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

فہرست صدقہ برائے علاج نادار مریضاں فضل عمر ہسپتال ربوہ

علی اکبر احمدی صاحب ٹپواری ٹریننگ سکول
سٹارجہ ضلع خیرپور　-/10
ڈاکٹر خواجہ احمد صاحب سمن آباد لاہور　-/5
محمد عبد اللہ صاحب باجوہ سکرٹری مال
ظفروال۔ ضلع سیالکوٹ　-/5
بیگم صاحبہ چوہدری محمد سعید صاحب صدر لجنہ
حیدرآباد　-/35
اہلیہ صاحبہ سیٹھی کرم الٰہی صاحب سیالکوٹ چھاؤنی　-/5
تاج الدین صاحب شاہی محلہ لاہور　-/5
قریشہ بیگم صاحبہ ملیر کراچی　-/5
عبد الحق صاحب الٰہی پارک مصری شاہ لاہور　-/15
محترمہ نسیم اختر صاحبہ 〃 〃 〃　-/5
مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ
بذریعہ وکالت مال　-/15
نصیر احمد صاحب ڈسپنسر میڈیکل ہال
قبولہ ضلع منٹگمری　-/7
چوہدری سلیم احمد صاحب Meghna
Textile mills Tangi East Pak　-/40
منصور احمد صاحب ملک میرپور خاص　-/5
محمد عبد اللہ صاحب سیالکوٹ　-/10
والدہ صاحبہ ظفر اللہ شاہ صاحب
راولپنڈی　-/5
ڈاکٹر محمد احسان صاحب سیالکوٹ　-/6
آمنہ بیگم صاحبہ اسماعیلہ ضلع گجرات　-/5
ڈاکٹر اقبال احمد خاں صاحب مظفرگڑھ　-/20
ڈاکٹر بشیر احمد ایجنسی سرجن خیبر
لنڈی کوتل　-/5
صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب
C.M.O — ربوہ　-/10
ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب کراچی　-/30
امۃ اللطیف صاحبہ معرفت طاہر احمد صاحب
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جیل لاہور　-/5
اختر گوبند پوری دوم گلی لاہور　-/10
چوہدری نبی احمد صاحب ماڈرن موٹرز کراچی　-/10

حضرت اللہ پاشا صاحب لاہور　-/10
مسز کوثر وسحاق صاحب کراچی ۲۹　-/100
حضرت بیگم صاحبہ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب
لاہور　-/20
محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا
منور احمد صاحب C.M.O ربوہ　-/10
صالحہ خاتون صاحبہ بنت بھائی محمود احمد مرحوم　-/10
ڈاکٹر محمود بیر صاحب باڑہ چنار　-/10
ضیاء سلیم احمد صاحبہ گھمنہ ٹیکسٹائل ملز
تانگی ڈھاکہ　-/10
سید ارتضیٰ علی صاحب الحمرا کراچی　-/100
سیدہ حفیظ الرحمٰن صاحبہ حیدرآباد
حیدرآباد　-/20
رشید احمد صاحب بٹ از والدہ صاحبہ کنری　-/20
والدہ صاحبہ ذکاء الحق صاحب منظہر
منٹگمری - لاہور　-/5
زاہدہ ملک صاحبہ ہیلتھ سنٹر میاں چنوں　-/3
زبیدہ خاتون صاحبہ بیگم سلیٹھ محمد صدیق
صاحب بانی آف کلکتہ　-/20
محمد امین صاحب ابن ناظر علی صاحب تہال　-/5
ناصرہ یاسمین صاحبہ بنت سلیٹھ محمد صدیق
صاحب بانی آف کلکتہ چٹاگانگ　-/50
امۃ القیوم اسلم صاحبہ شورکوٹ　-/5
نذیر احمد صاحب ورانی فروش رحیم یار خان　-/5
مسز ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ایجنسی سرجن
خیبر لنڈی کوتل　-/10
محمد اسلم خان صاحب شگفتہ فضل عمر ہسپتال ربوہ　-/10
شیخ کنظیم الرحمٰن صاحب فرز اصلاح دارشاد　-/1
فقیر محمد صاحب سٹور کیپر گلگت ایجنسی　-/5
ماسٹر محمد حاجی ایچ کیو ٹنڈو باگو ضلع حیدرآباد　-/5
الحاج نوابزادہ محمد امین خان صاحب بنوں　-/15
مسز بشیر الدین صاحب بیچلر اوکیڈٹ کالج
حسن ابدال　-/7
چوہدری نادر علی صاحب　-/5

ہر جگہ قول اثر نہیں کرتا۔ بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے

خدا تعالیٰ نے جو اپنے کلام پاک میں فرمایا۔ سرًّا وَّعَلَانِیَۃً۔ یعنی پوشیدہ بھی خیرات کرو اور دکھلا کر بھی۔ ان احکام کی حکمت اس نے خود بیان فرما دی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے "نہ قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو۔ کیونکہ ہر جگہ قول اثر نہیں کرتا بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے"　(ارشاد حضرت مسیح موعود)

اس ارشاد کی تعمیل میں ایک فہرست تحریک جدید مشرقی پاکستان کے اُن مخلصین کی شائع کی جاتی ہے۔ جنہوں نے ۳۱ مارچ تک اپنے وعدے کی رقم سو فیصدی ادا کر دی۔

اس فہرست کو دیتے ہوئے ان دوستوں سے عرض ہے۔ جنکے وعدے ابھی تک ادا نہیں ہوتے اور ان کی خواہش اور آرزو ہے کہ وہ بھی ابتدائے سال میں ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔ انہیں چاہیئے کہ ۳۱ مئی تک اپنے وعدوں کی رقوم مرکز ربوہ میں داخل کرا دیں۔ فہرست یہ ہے۔

سو فیصد ادا کرنے والے مجاہدین مشرقی پاکستان ۳۱ مارچ ۱۹۶۴ء تک

ڈھاکہ

مکرم خواجہ عبد الکریم صاحب ڈھاکہ　-/200
بیگم زینب حسن صاحبہ 〃　-/124
صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب 〃　-/504
محمد عبد الرؤف صاحب 〃　-/59
محمد مصطفےٰ علی صاحب 〃　-/20
محمد شفیع گورکھپوری 〃　16/50
سید سہیل احمد صاحب 〃　-/312
بیگم صاحبہ 〃 〃　-/60
محمد صالح صاحب 〃　-/70
بیگم صاحبہ محمد صالح 〃　-/70
محمد شمس الرحمٰن صاحب 〃　-/14
محمد صدیق صاحب 〃　-/32
اہلیہ 〃 〃　-/12
ملک محمد طفیل صاحب 〃　-/75
سید عزیز الرحمٰن مصری 〃　-/24
ضیاء الحق صاحب 〃　-/11
ایس۔ کے۔ صلاح الدین صاحب 〃　-/18
ایس۔ کے۔ محمود احمد نیر 〃　18/11
محمد صادق صاحب 〃　5/11
ایم۔ ایم۔ طارق صاحب 〃　-/60
والدہ صاحبہ 〃 〃　-/30

چوہدری علی قاسم خانصاحب ڈھاکہ　-/30
مشتاق احمد صاحب 〃　-/110
محمد شوکت علی صاحب 〃　-/10

چٹاگانگ

مکرم ناظم الدین صاحب نظامی چٹاگانگ　-/260
محمد شفیق سہگل صاحب 〃　-/110
محمد انور صاحب سہگل 〃　-/340
میجر غلام احمد صاحب اقبال 〃　-/324
احمد الرحمٰن صاحب 〃　-/30
میر حبیب علی صاحب 〃　-/11
بیگم صاحبہ رحیم یونس 〃　-/20
شمس النساء بیگم صاحبہ 〃　-/20
سعید احمد صاحب فاروقی 〃　-/5
ایم۔ اے ملک صاحب 〃　-/15
ایم شاہجہان صاحب 〃　-/8
محترمہ خورشید بیگم صاحبہ منہ چگان 〃　-/26
مکرم محمد اسحاق صاحب قریشی 〃　-/30

وکیل المال اول تحریک جدید
ربوہ

درخواست دُعا

خاکسار کی نسبتی والدہ دماغی عارضہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے۔

خاکسار محمد الدین۔ ربوہ

ملک محمد شفیع صاحب کارکن
نظارت بیت المال ربوہ　-/24
امیر صاحب جماعت احمدیہ راولپنڈی　-/20
ایس اے رحمان صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ　-/10
چوہدری نور احمد صاحب گوالمنڈی لاہور　-/2
امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ 〃 〃　-/1

ولادت

مورخہ ۱۲/۵/۶۴ بروز جمعرات اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے دوسری لڑکی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ مولوی محمد حسین صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کی پوتی ہے۔ احباب جماعت دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک اور خادم دین اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے نیز زچہ بچہ کی صحت اور درازی عمر کے لئے بھی درخواست دعا ہے۔

خاکسار: محمد رشید از ربوہ

میاں رفیق احمد صاحب گوالمنڈی لاہور　-/1

(باقی)

معاصرین سے

دعوت و تبلیغ کے شرائط و آداب

حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ حسنہ کی روشنی میں

منقول از الاعتصام لاہور۔ ۱۵ رمئی ۱۹۶۷ء

دعوت و تبلیغ دین وہ عظیم الشان فریضہ ہے جسے ہمیشہ انبیاء جیسے اولو العزم انسان انجام دیتے رہے ہیں اس لئے اس میدان میں آنے کی وہی لوگ ہمت کریں جو دعوت و تبلیغ کے ضروری جوہر دل سے آراستہ ہوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ضروری آداب و شرائط سے نہ صرف واقف بلکہ اپنی داعیانہ زندگی کو ہر وقت ان سے آراستہ رکھنے کا حوصلہ رکھیں دعوت و تبلیغ کے شرائط و آداب پانچ ہیں۔ (۱) دعوت سے گہری واقفیت

(۲) اخلاص نیت

(۳) نرمی اور دل سوزی

(۴) صبر و تحمل اور تواضع

(۵) عملی نمونہ۔

۱۔ دعوت سے گہری واقفیت اس راہ کی اولین شرط ہے داعی دوسروں کو جس حق کی طرف بلا رہا ہے وہ خود اس کے دل کی گہرائی میں اتر چکا ہو۔ اس کے دل و دماغ پر چھا چکا ہو۔ اور اس کی روح نے دعوت کی روح کو جذب کر لیا ہو۔

(۲) دوسری اہم ترین شرط یہ ہے کہ داعی کی نیت خالص ہو اس کی سرگرمیوں کا محرک محض خدا کی خوشنودی ہو اس کا نصب العین صرف خدا کے دین کا غلبہ اور اس کے کلمے کی سر بلندی ہو ریا اور شہرت طلبی جیسی رکیک مقاصد سے اس کا دل پاک ہو۔

اگر وہ واقعی اپنے مقصد میں سچا اور اپنے نصب العین میں مخلص ہے تو وہ ضرور اللہ کی نصرت و توفیق سے نوازا جائے گا اور یقیناً اس کی مخلصانہ تگ و دو فواحش و منکرات، خرافات و معاصی اور نافرمانی کے قلعوں کو مسمار کر دے گی۔ خدائے برتر کا ارشاد ہے کہ:-

ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم
ویثبت اقدامکم

اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدموں میں ثبات پیدا فرمائے گا۔

ایک اور ارشاد ہے

ان اللّٰہ مع الذین اتقوا
والذین ھم محسنون

یہ حقیقت ہے کہ خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کریں اور اس کے وفادار بن کے رہیں

پس اگر داعی شرک و کفر کی گندگیوں سے اپنا دامن بچائے رکھے خدا کے دین کو پھیلانے میں لوگوں کے خوف اور لالچ سے بے نیاز رہے اور خلوص کے ساتھ محض اپنے رب کو خوش کرنے کی خاطر نیک کاموں میں لگا رہے تو خدائے بلند و بالا ضرور اس کو فتح و ظفر سے ہمکنار فرمائے گا۔ اور وہ یقیناً اپنے مقصد میں شاد کام ہوگا۔

لیکن اگر اس کی نیت میں کھوٹ ہے اس کی کوششوں کا محرک اعلاء کلمۃ اللہ کے سوا کچھ اور ہے تو ایک طرف تو اللہ اس پر ذلت خسران۔ رسوائی اور بے عزتی مسلط کر دے گا دوسری طرف اس کو اس توفیق سے بھی محروم رکھے گا کہ اس کے ہاتھوں برائیوں کا بازار اجڑے اور نیکیوں کی کھیتی لہلہائے بلکہ اس دنیا پرست کی نام نہاد دینی کوششوں سے برائیاں مزید برگ و بار لائیں گی۔ منکرات کا بازار اور گرم ہوگا نافرمانوں اور معصیت کاروں کی جماعتیں بڑھیں گی اور جن و انس کے شیطان اور ڈھیٹ ہو جائیں گے۔ اور متحد ہو کر خدا اور اس کے رسول کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے اللہ کی اطاعت کا سورج ڈوبنے لگے گا۔ اور گناہوں کی رات چھانے لگے گی۔

۳۔ تیسری اہم شرط یہ ہے کہ داعی سوز محبت نرمی اور شفقت کا پتلا ہو انسانیت کے درد سے بیقرار ہو اور پوری انسانیت کے لئے اس کے دل میں وہ سوز و گداز، وہ رحمت و شفقت ہو جو ایک سگے بھائی کے لئے ہوتی ہے بدگوئی، سخت کلامی۔ بدمزاجی اور سخت گیری جیسے شیطانی جذبات سے اس کا سینہ محفوظ ہو اور وہ شیطان کی مکاریوں سے ہر وقت ہوشیار ہے۔ داعی حق آخر اس شیطان لعین سے کیسے مطمئن ہو کر بیٹھ سکتا ہے اور اس کی مکاریوں کو گوارا کر سکتا ہے جو ہر وقت مومن کی عقل پر غلبہ پانے کی فکر میں ہے کہ اسے اللہ سے دور کر کے اس کو معصیت پر آمادہ کر کے اور جنت کی طرف بڑھنے والے کو اپنے پھندوں میں پھانس کر تباہ و برباد کر کے دہکتے ہوئے جہنم میں دھکیل دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

انما یدعوا حزبہ
لیکونوا من اصحب
السعیر۔

وہ تو اپنے پیروؤں کو اس راہ پر بلا رہا ہے وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔

اور اللہ کریم نے اپنے رسول کو خطاب فرماتے ہوئے کہا ہے:-

فبما رحمۃ من اللّٰہ
لنت لہم ولو کنت
فظا غلیظ القلب لا
انفضوا من حولک

یہ اللہ کی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم تند خو سنگدل ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔

موسیٰ اور ہارون کو فرعون کی طرف بھیجتے وقت اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی:-

فقولا لہ قولا لینا
لعلہ یتذکر او یخشیٰ

پس تم دونوں اس نرمی سے بات کہنا ممکن ہے کہ وہ غور کرے، اور خشیت اختیار کرے۔

اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے "حدیث اسامہ" میں ارشاد فرمایا ہے:-

"کسی کے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے جب تک اس میں تین خوبیاں نہ ہوں۔

ایک یہ کہ وہ ان حقیقتوں کا گہرا علم رکھتا ہو جن کا لوگوں میں پرچار کر رہا ہے۔

۔ ان منکرات کی حقیقت سے آشنا ہو جن سے لوگوں کو روک رہا ہے۔

پھر وہ لوگوں کو دعوت دینے میں انتہائی نرم خو اور روکنے میں انتہائی رحم دل ہو۔

دعوت و تبلیغ کی چوتھی شرط یہ ہے کہ داعی صبر و بردباری، تحمل اور تواضع کے اخلاقی جوہروں سے آراستہ ہو۔ خواہشات پر قابو رکھنے کی قوت و صلاحیت رکھتا ہو مضبوط قوت ارادی کا مالک ہو صاحب مروت ہو دردمند طبیب کی طرح مریض سے پیش آتا ہو۔ اور ہوش مندوں کی طرح نادانوں کا علاج کرتا ہو۔ اور لوگوں کو اپنی رہنمائی اور قیادت میں بڑھائے چلنے کی قوت اور عزم رکھتا ہو۔

خالق کائنات کا ارشاد ہے:-

وجعلنا منھم ائمۃ یھدون
بامرنا لما صبروا۔

اور ان میں سے ہم نے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے۔ جب انھوں نے صبر کا ثبوت دیا۔

یعنی یہ مقام بلند ان کو اس وقت ملا جب انھوں نے دین کی نصرت، سر بلندی اور اقامت کی راہ میں قوم کی جانب سے پہنچنے والے ہر ظلم و ستم کو خوشی خوشی برداشت کیا اور پورے استقلال اور دل سوزی کے ساتھ قوم کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام دیا۔

نظارت اصلاح وارشاد کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار

(بقیہ صفحہ اول)

لانے کے علاوہ علی الخصوص جماعتوں میں لٹریچر کے قیام پر زور دیا۔ ازاں بعد مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے تعلیم یافتہ طبقہ کے مذہبی رجحانات پر اور مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ نے غیر مسلم اقلیتوں میں تبلیغ اسلام کے میدان پر مقالے پڑھے۔ بعدہٗ ان مقالوں اور تقاریر پر عام بحث ہوئی۔ جس میں مکرم راجہ نصیر احمد صاحب، مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر مبلغ لبنان، مکرم نصیر احمد خان صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اور مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب نے حصہ لیا۔ یہ نشست گیارہ بجے شب اختتام پذیر ہوئی۔

سیمینار کی تیسری اور آخری نشست دوشنبہ ۱۷ رمئی کو صبح ۹ بجے منعقد ہوئی۔ جس میں صدارت کے فرائض محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب صدر نگران بورڈ نے ادا فرمائے۔ یہ طویل ترین نشست تھی جو چائے کے مختصر سے وقفہ کے سوا مسلسل پونے دو بجے دوپہر تک جاری رہی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جو مکرم عتیق احمد صاحب طاہر نے کی۔ پہلے مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب اے۔ اے۔ سی قائد علاقائی راولپنڈی ڈویژن نے جو گذشتہ روز راولپنڈی سے بروقت تشریف نہ لا سکے تھے۔ جماعتی تربیت کے موثر اقدامات سے متعلق اپنے مقالہ کا خلاصہ بیان کیا۔ بعد ازاں مختلف النوع جدید اسلامی لٹریچر تیار کرنے کے ضمن میں مکرم کرنل عطاء اللہ صاحب، مکرم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی، مکرم مولوی محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری، مکرم نور الدین صاحب منیر نائب وکیل التبشیر، اور مکرم چوہدری علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی انچارج ریویو آف ریلیجنز نے مفید تجاویز پر مشتمل مقالہ جات پڑھے اور تقاریر فرمائیں۔ ازاں بعد مکرم میر اللہ بخش صاحب تسنیم امیر جماعت احمدیہ ضلع گوجرانوالہ نے تقسیم لٹریچر کے مفید اور موثر ذرائع پر اپنا مقالہ پیش کیا۔ بعدہٗ موجودہ حالات میں زمانہ کے حالات کے ساتھ ساتھ اصلاح وارشاد کے ذرائع میں بعض ضروری تبدیلیوں سے متعلق مکرم چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ، مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ، مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید اور مکرم حسن محمد خان صاحب

۴۴

تبصرہ: "ایمان کی باتیں"

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

مکرم محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کی تازہ ترین تصنیف "ایمان کی باتیں" اس وقت میری نظر کے سامنے ہے پاکستان کے ادبی اور علمی حلقوں میں محترم شیخ صاحب کے نام اور کام سے کون واقف نہیں الیسی سلیس ستھری ڈھلی ہوئی زبان الیسے بچے تلے ٹکسالی ڈھلے ہوئے فقرے دلکش انداز بیان۔ سادگی و رنگینی کا مرقع۔ ہر مفہوم ایسا نکھرا ہوا کہ بغیر کسی کاوش کے ذہن میں اتر جائے ہر بات ایسی شگفتہ کہ خود بخود بغیر زور دئے دل میں گھر کر جائے بڑوں کے لئے تو ہر مصنف کچھ نہ کچھ لکھ سکتا ہے مگر بچوں کے مزاج فہم اور دلچسپی کے مطابق کچھ لکھنا خصوصاً اس وقت جب کہ مضمون فی نفسہٖ سنجیدہ نوعیت کا ہو کوئی آسان کام نہیں بہت ہی کم ہیں کہ جنہیں یہ ملکہ ودیعت ہوتا ہے اور بلاشبہ محترم شیخ صاحب ایسے باکمال مصنفین کی صف اول میں شمار کئے جانے کے لائق ہیں ——— ایسے سادہ مگر رنگین انداز بیان میں بچوں کو "ایمان کی باتیں" سمجھانے کی از حد ضرورت تھی مکرم شیخ صاحب نے اس ضرورت کو اپنی روایات کے شایان شان پورا فرمایا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء گو اس موضوع پر بہت سی کتب اور رسالہ جات موجود ہیں مگر ان تصانیف میں عموماً ایک سقم کم و بیش پایا جاتا ہے جس سے محترم شیخ صاحب کی تصنیف مبرا ہے عموماً بچوں کے لئے لکھنے والے جب کسی سنگلاخ زمین میں قدم رکھتے ہیں تو ان کے قدم تن آسانی اختیار کرتے ہوئے بالغ ذہنوں کی فضا میں جست کر جاتے ہیں اور پھر اسی وقت بچوں کی سرزمین میں واپس اترتے ہیں جب ایسے ہموار ملتے ہیں جیسے پرندہ چلتے چلتے ناہموار زمین پر سے اڑ کر گذر جائے پس اس اڑان کے دوران میں ان کے مضمون کا تعلق بچوں کے ذہن سے یکسر قطع ہو جاتا ہے اور ان معصوموں کے فہم پر کچھ ایسی ہی واردات گزرتی ہے جیسے اس ریکارڈ کے سننے والے پر جس پر سے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد سوئی اٹھالی جائے۔ بچوں کے لئے تو ایسے قلم کی ضرورت ہے جو ان کی ذہنی اونچ نیچ کے ساتھ رینگنے کی ہمراز باقوت رکھتا ہو۔

محترم شیخ صاحب کا معاملہ الگ ہے وہ ہر مشکل کو اپنی جان پر لیتے ہوئے بڑی ذہنی کاوش کے ساتھ ہر اونچی نیچی راہ کو ہموار کرتے ہوئے چلتے ہیں یہاں تک کہ ننھے ان کے قلم کی انگلی تھامے ہوئے ہر کٹھن مضمون کے ہموار شدہ راستے پر ہلکے پھلکے قدموں کے ساتھ دوڑتے پھرتے ہیں اور کوئی تھکن یا اجنبیت محسوس نہیں کرتے ایک سرسری نظر سے دیکھنے والا یہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتا کہ ان سادہ سلیس آسان فقروں کے پردے میں کتنی طویل ذہنی مشقتوں کا ہاتھ کارفرما ہے اور نہیں سمجھ سکتا کہ ایک آسان مضمون کو نہایت مشکل اور ناقابل فہم بنا کر پیش کرنا کتنا آسان ہے لیکن کتنا مشکل ہے ایک مشکل مضمون کو آسان بنا کر دکھانا ——— یہ تو اس کی سیرت کا حصہ تھا صورت کو دیکھئے تو وہ بھی ایسی دیدہ زیب ہے کہ بے ساختہ ہاتھ بڑھا کر اپنانے کو جی چاہتا ہے رنگین باتصویر سرورق جس میں بچوں کے مذاق کے سب رنگ گوندھے ہوئے ہیں بہت ہی بھلا دکھائی دیتا ہے کاغذ نہایت عمدہ کتابت ستھری اور دلہن زیب۔ ہاک کی نفیس چھپائی کل صفحات ۶۱ ہر چار صفحات کے بعد روشنائی کا رنگ بدلتا ہے جو کبھی سرخ ہو جاتی ہے اور کبھی نیلی۔ اور کبھی سبز۔ قیمت صرف ایک روپیہ ہے جو عین لاگت کے مطابق ہے (محصول ڈاک علاوہ) پھر کیا اس کے بعد یہ کہنے کی بھی حاجت رہ جاتی ہے کہ ہر مسلمان بچے کے ہاتھ میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے خصوصاً ہر احمدی مسلمان بچے کے ہاتھ میں!!

مجھے یقین ہے کہ دوست اپنے بچوں کو یہ پیارا تحفہ دینے میں ایک دوسرے پر پہل کریں گے۔

ملنے کا پتہ۔ محمد احمد اکیڈمی۔ رام گلی نمبر ۳۔ لاہور۔

۴۴

معارف نائب وکیل التبشیر نے اپنے مقالے پڑھے جس کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے اسی موضوع پر تقاریر فرمائیں۔ آخر میں مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل انچارج شعبہ زود نویسی نے اصلاح وارشاد کا فریضہ کامیابی سے سرانجام دینے سے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وہ غیر مطبوعہ پر معارف تقریر پڑھ کر سنائی جو حضور نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ اکتوبر ۱۹۵۰ء کے موقع پر ارشاد فرمائی تھی۔ حضور پُر نور کی یہ بصیرت افروز تقریر جملہ سامعین کے لئے بہت ازدیاد علم اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوئی یہ امر قابل ذکر ہے کہ مکرم صوفی محمد رفیع صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ خیرپور ڈویژن اور مکرم قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور کے مقالے بھی موصول ہوئے تھے لیکن وقت کی قلت کے باعث سنائے نہیں جا سکے۔ نیز بعض تفصیلی مقالوں کے صرف خاص خاص حصے ہی سنائے جا سکے۔ نظارت اصلاح وارشاد ان سب مقالہ جات میں بیان کردہ تجاویز کو زیر غور لائے گی۔

آخر میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے سیمینار کی مختلف نشستوں کے صدر صاحبان، مقالہ نگار حضرات مقررین کرام اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل کا امر پر علی الخصوص شکریہ ادا فرمایا کہ انہوں نے سامعین کو حضور ایدہ اللہ کی پُر معارف اور بصیرت افروز تقریر سے فیضیاب ہونے کا موقع عطا کیا۔ نیز آپ نے محترم جناب سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کا بھی شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے جامعہ احمدیہ کے ہال میں سیمینار منعقد کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ محترم شیخ صاحب کی تقریر کے بعد پونے دو بجے بعد دوپہر سیمینار کی تیسری اور آخری نشست کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

محترمہ خورشید بیگم صاحبہ وفات پاگئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

لاہور ——— افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ ای۔ این ٹی کے نامور معالج و سرجن محترم جناب ڈاکٹر قاضی محمد بشیر صاحب ۲۷ ڈیوس روڈ لاہور کی بیگم محترمہ خورشید بیگم صاحبہ مورخہ ۱۳ رمئی ۱۹۶۷ء بروز چہار شنبہ لاہور میں بعمر ۶۶ سال وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ایک عرصہ سے عارضہ قلب بیمار تھیں۔ اسی روز شام کو محترم جناب پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے (کینٹب) صدر شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر مرحومہ کے جسد خاکی کو گلبرگ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

مرحومہ بہت نیک مخلص اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواتین مبارکہ کے ساتھ خاص عقیدت واخلاص اور محبت کا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت اعلیٰ درجہ کی انتظامی قابلیت عطا فرمائی تھی۔ آپ کا ایک خاص اور نمایاں وصف یہ تھا کہ آپ نے اپنی اولاد کی بہت اعلیٰ تربیت فرمائی۔ آج سے قریباً چالیس سال قبل جب کہ آپ دہلی میں مقیم تھیں تو وہاں لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد ابتدائی دور میں اس کے کاموں اور سرگرمیوں میں خاص دلچسپی اور شوق کے ساتھ حصہ لیتی رہیں۔

آپ نے ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے اپنی یادگار چھوڑے ہیں آپ کے سب سے بڑے فرزند مکرم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب ایک ماہر سرجن ہیں اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں پروفیسر آف سرجری کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ کے دوسرے فرزند مکرم رشید احمد صاحب پاکستان ٹبیکو کمپنی میں اکاؤنٹ کے اعلیٰ افسر ہیں تیسرے فرزند مکرم ڈاکٹر سجاد احمد صاحب ای این ٹی کے ماہر سرجن ہیں۔ نیز آپ کے داماد مکرم ڈاکٹر محمد اقبال صاحب لاہور میں پریکٹس کرتے ہیں۔

ادارۂ الفضل محترمہ مرحومہ کی وفات پر محترم جناب ڈاکٹر قاضی محمد بشیر صاحب آپ کے فرزند اکبر مکرم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اور ان کے برادران اور ہمشیرہ صاحبہ نیز قاضی فیملی کے جملہ دیگر افراد سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور خاص مقام قرب سے نوازے نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔